Regd. L. No. 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No. 2595. | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کی اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

نور

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشآء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ـ
" ششماہی " ۱۲/ـ
" سالانہ سرپرستوں سے عـــ ۱۰/
" " امراء ۵ـ
" ممالک غیر سے آٹھ شلنگ

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ | نمبر ۹

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ

جب یہ پرچہ دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچیگا امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرقان حمید کا پچیسواں ۲۵ پارہ چھپ رہا ہوگا، ہندوستان کی السنہ میں فرقان حمید کے تراجم کی جسقدر اشد ضرورت تھی وہ اظہر من الشمس ہے، فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ نے گورمکھی دان لوگوں میں جو غیر معمولی اثر کیا وہ آپ اسی اخبار کے صفحات ۱۲ و ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیے

مجھے خدا کے کرم پر یہ پورا بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ ہندی ترجمہ اس سے بھی زیادہ قبولیت حاصل کریگا، کیونکہ یہ کام میں سچی لگن سے کر رہا ہوں، اور اللہ کریم کسی کی سچی لگن اور محنت کو ضائع نہیں کرتا، دراصل یہ ایک جماعت کا کام تھا، اکیلے انسان کی طاقت سے بالا بعید، لہٰذا تبلیغ اسلام کا یہ اہم فرض دوستوں سے بھی کچھ مطالبہ کرتا ہے، اور اس مطالبہ کو میرے دوستوں نے کہانتک پورا کیا، اس کا بہتر جواب میرے دوست ہی دیسکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

جب یہ پرچہ بھائیوں کے ہاتھوں میں پہنچیگا امید کہ یہ سیرت ساڑھے چار سو صفحات کے قریب چھپ چکی ہوگی، کل حجم چھ سو صفحات ہوگا۔ اس سیرت مطہرہ کی غیر مذاہب میں جس قدر اشد ضرورت تھی وہ سورج سے بڑھ کر روشن ہے، آئے دن غیر مذاہب کی طرف سے حضور پر نور ؐ کی شان مبارک میں جو سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں خون خرابہ تک نوبت پہنچتی ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کا سدباب ہوسکے تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ہم والئے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کو انہی کی السنہ میں ان تک پہنچا سکیں سو اس اہم ضرورت کو یہ گورمکھی "پوتر جیون" انشاء اللہ نہایت احسن طریق سے پورا کریگا۔ فرقان حمید کے گورمکھی اور ہندی ترجمہ کی طرح یہ بھی دراصل قوم کا مشترکہ فرض تھا اور اس کار خیر میں میرے بھائیوں نے میرا کہاں تک ہاتھ بٹایا، اسے کسی اور کی نسبت میرے بھائی خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

نور اور نور کے ناظرین

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے، خیر خواہان ملت سے پوشیدہ نہیں ہوگا اسوقت نور آٹھ سو سے زائد کا مقروض ہے، دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس نازک وقت میں نور کی توسیع اشاعت کی طرف خاص سعی فرمائیں اگر دوست توجہ کریں تو سالانہ جلسہ پر کئی ایک خریدار مہیا کر سکتے ہیں۔

نور کا چندہ

جن دوستوں نے تاحال نور کا چندہ ادا نہیں کیا، ان کا یہ فرض ہے کہ وہ سالانہ جلسہ پر دستی عطا فرما کر خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقعہ دیں

نور کے وی پی

جن دوستوں کے نام قریباً پندرہ روز پہلے اطلاع دینے کے بعد یکم دسمبر کو وی پی کئے گئے ہیں، ان کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ از راہ کرم نور کے وی پی وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو پورا کر رہا ہے۔ اس کا فرقان حمید کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

انتظامی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام محمد پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا سالانہ جلسہ

جسکی تاریخیں ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مقرر ہوئی ہیں

ہمارے سالانہ جلسہ میں قریباً بیس بائیس روز ہی باقی رہ گئے ہیں، اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی، اور ہمارا (جو ان کے ہاتھ بک چکے ہیں) فرض ہے کہ آپ کی اُٹھائی ہوئی بنیاد دیوار کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں، آپکی غرض اس سالانہ اجتماع سے آپ کے پاک الفاظ میں یہ تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام اکٹھے ہوا کریں۔ سو بحمد اللہ یہی پاک مقصد اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے، استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام یہ دونوں وہ پاک اغراض ہیں۔ جن کیلئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں، اور ہر قسم کی تکالیف و مشکلات برداشت کر کے ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا، اسی وقت سے ان کے مصائب کا آغاز بھی ہوا، انہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑا تھا، مگر اس کو چھوڑ کر ان کو بڑی بڑی مشکلات اُٹھانی پڑیں، اور دنیا میں ان کی سلطنت، ان کی شوکت اور ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۃ الاسلام کے عالی مقصد کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے، پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں، جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا کرتے ہیں، کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اسقدر روپیہ صرف ہو جائے گا، یا سفر میں ایسی تکالیف پیش آئینگی خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو تاکہ تمہارے اندر ایک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے، گو آجکل دنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، مگر میں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس راہ پر چلایا، اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہی بات صرف یہ ہے کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لیکر آتے ہو، جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنیاد ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہی اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا، ہاں اگر استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام کو چھوڑ کر ادھر کا رُخ کرو تو بیشک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا اور ناحق تکلیف بھی اُٹھائی، مگر کسقدر تم پر خدا کا فضل ہے کہ اس دوسری غرض کو پورا کرنے کیلئے ہمیں کسقدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے، ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دام اللہ فیوضہ کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے اور دوسری طرف اعلائے کلمۃ الاسلام

> **وی پی ضرور وصول کیجئے!**
>
> قریباً پندرہ روز پیشتر اطلاع دینے کے بعد یکم دسمبر کو جن دوستوں کے نام وی پی کئے گئے ہیں براہ کرم وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں تاکہ ہم نور کی مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر اپنی سب توجہ قرآن کریم کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت پر دے سکوں جو اسوقت زیر طبع ہیں اور تبلیغی نقطۂ خیال سے جنکی اشد ضرورت ہے۔ (منیجر)

کی جو عملی صورتیں ہیں، ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمہیں غور و مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھکر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سن کر کیسا اچھا ملتا ہے۔

اس طرح پر تمہاری یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اعلیٰ ہونی چاہئیں کس احسن طریق پر پوری ہو رہی ہیں، جو لوگ ہمارے احباب میں اکثر قادیان آتے رہتے ہیں، اور یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں، مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو انہیں سال میں اگر کوئی موقعہ یہاں آنے کا مل سکتا ہے تو وہ یہی سالانہ اجتماع ہے، پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری درخواست ہے کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کے لئے تحریک کریں، بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں ان کو خوب سمجھنا چاہئیے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی ہوتی چلی جاتی ہے، جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو، مگر تھوڑے ہی دنوں میں طبیعت کا رنگ بدل جاتا ہے، اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو سالانہ اجتماع کی شمولیت کے رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہئیے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کیلئے قائم کیا ہے اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ داری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں کہ اگر خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھرنے کا سامان کر دیں تو ہماری غرض حاصل ہو گئی نہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے کناروں پر پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے اب غور کرو کہ اس ذمہ داری کو کہاں تک تم نے سمجھا ہے، اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے، جو سُست ہو گئے ہو، خدا کیلئے سُستی چھوڑ دیں، ورنہ ایسا نہ ہو کہ اس ذمہ داری کے ناقابل سمجھ کر خدا کا ہاتھ الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کیلئے میں اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں، اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کیلئے اور بھی ہمت کو بلند کریں، بہت سے لوگ چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں، میرے دوستو! چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو، جب تک اس گُر کو ہاتھ میں لیکر کام نہیں کرو گے، کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل۔ یاد رکھو۔ دنیا کی ہر ایک غرض دین کے سامنے ایک حقیر چیز ہے کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کیلئے تم اپنی ہموطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے، اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کیلئے خرچ نہیں کر سکتے جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں، موت ہر وقت سامنے کھڑی ہی کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کو ہاتھ سے دیگا تو اس کے کفارہ کیلئے پھر ایسے دوسرا موقعہ بھی مل جائیگا بس جو موقعہ ملتا ہے اسی غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ کسی مشکل کو تمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

مسلمان اور رواداری

۱۷ر نومبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ :-

"ہندو ہمیشہ مسلمانوں سے نیک برتاؤ کرتے آئے ہیں کیا مسلمانوں نے ہندوؤں سے کبھی برادرانہ سلوک کیا؟"

پرکاش کے ایڈیٹر مہاشہ اگر کچھ بھی غور سے کام لیتے یا کم از کم آریہ سماج کی گزشتہ تاریخ سے انہیں کچھ بھی آگاہی ہوتی تو ایسی فاش غلطی کے مرتکب نہ ہوتے، ۱۸۷۷ء میں جب پہلی دفعہ بانی سماج سوامی دیانند لاہور آئے تو ایک ہندو رئیس رتن چند داڑھی والے نے اپنے باغ میں جگہ دی، مگر جب سوامی موصوف نے مورتی پوجا کا کھنڈن شروع کیا، تو انہوں نے انہیں اپنے باغ سے نکال دیا، پھر انہوں نے برہم سماج میں اپنے لیکچروں کا انتظام شروع کیا، مگر جب برہم سماج نے دیکھا کہ سوامی دیانند کے خیالات برہم سماج سے مختلف ہیں اور ویدوں کو خدا کی کتاب مانتے ہیں تو انہوں نے اپنے سماج مندر سے سوامی جی کو نکال دیا غرضیکہ لاہور کے تمام ہندوؤں نے سوامی جی کو رہائش اور لیکچر کیلئے اپنا مکان دینے سے انکار کر دیا، ایسے آڑے وقت میں سوامی جی کو لاہور میں کون جگہ دیتے ہیں؟ مسلمان! جنہیں آریہ سماجی ملیچھ اور راکھشس کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، لاہور کے مشہور ڈاکٹر خان بہادر رحیم یار خاں مرحوم اپنی کوٹھی سوامی موصوف کے لیکچروں کے لئے خالی کر دیتے ہیں، پنجاب میں جو پہلی آریہ سماج جسے مرکزی سماج کہا جاتا ہے، اس کا بنیادی پتھر ۲۴ر جون ۱۸۷۷ء کو ڈاکٹر رحیم یار خان صاحب کی کوٹھی پر ہی رکھا گیا، دوسری بار جب سوامی موصوف کو لاہور آنے کا اتفاق ہوا تو ہندوؤں نے پھر سخت مخالفت کی اور جگہ دینے سے انکار کر دیا ایسے وقت میں پھر مسلمان ہی بانی آریہ سماج کے کام آئے نواب نوازش علی خاں صاحب نے اپنی کوٹھی اور باغیچہ سوامی دیانند کے لیکچروں کیلئے خالی کر دیا، حالانکہ بانی آریہ سماج جہاں ایک طرف سناتنیوں کا کھنڈن کرتے تھے، وہاں مسلمانوں کے دل دکھلانے میں بھی ان کو دریغ نہ تھا، اس سے بڑھ کر اور کیا رواداری ہو سکتی ہے، کہ باوجود اسقدر اختلاف عظیم کے پھر بھی مسلمان سوامی دیانند کو لیکچروں کے لئے جگہ دیتے ہیں، اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ ان کے اپنے بھائی بند ہندو ان کے سائے کے بھی روادار نہیں۔

جب سوامی جی لاہور سے امرتسر گئے، باوجود ان کے بھگوے کپڑوں اور سنیاسی اور ویدوں کے حامل ہونے کے کسی ہندو نے انہیں ٹھہرنے کیلئے اپنا مکان نہ دیا، ہاں ایسے آڑے وقت میں جبکہ ان کے اپنے کہلانے والوں نے بھی اُن کو صاف جواب دیدیا، کون کام آتا ہے؟ ایک مسلمان، رئیس میاں محمد جان صاحب جنہوں نے اپنی کوٹھی سوامی دیانند کے لئے خالی کر دی، اور وہیں پنڈت دیانند صاحب اپنے لیکچر دیتے رہے اور ان کی کوٹھی پر ہی ۱۲ر اگست ۱۸۷۷ء کو آریہ سماج امرتسر قائم ہوئی، یہ کیسی عجیب بات ہے کہ باوجود ایسی رواداری کے جس کی مثال فی زمانا ملنی مشکل ہے، آریہ سماج مسلمانوں کو عدم رواداری کا طعن دینے کا یارا کرتی ہے، جبکہ وہ اس کے بالمقابل عشر عشیر بھی پیش نہیں کر سکتی، غالباً ایسے ہی موقعہ پر کسی ہندی دان نے یہ کہا ہے

آپ نہ دیت چلو بھر پانی
تنہہ نندے جنہہ گنگا آنی

پھر اسی پر بس نہیں، ۱۸۷۴ء میں جب پنڈت دیانند بنارس گئے، ہندوؤں نے سوامی موصوف کو وہاں جگہ دینے سے صاف انکار کر دیا، اتفاق حسنہ سے سر سید مرحوم ان دنوں وہاں سب جج تھے، خبر ہونے پر سر سید نے اپنا مکان سوامی جی کی رہائش کیلئے خالی کر دیا اور وہیں ان کے لیکچر ہوتے رہے۔ ۱۸۷۸ء میں جب پنڈت دیانند علی گڈھ گئے، تو وہاں ہندوؤں نے پنڈت صاحب کو اپنے ہاں ٹھہرانے سے عذر کیا، ایسے آڑے وقت میں سر سید مرحوم نے ان کو اپنے ہاں ٹھہرایا اور نہ صرف ٹھہرایا بلکہ ان کے لیکچروں کا بھی انتظام کیا، انوپ شہر میں جو سوامی دیانند کا سب سے بڑا شاستر ارتھ (مناظرہ) ہوا تو وہاں کے تحصیلدار سید محمد نامی نے سوامی جی کیلئے جو سہولتیں بہم پہنچائیں، آریہ تاریخ اس کی بہترین گواہ ہے، دور کیوں جاؤ، یہ ابھی کل کی بات ہے کہ جامع مسجد دہلی کے منبر پر مسلمانوں نے سوامی شردہانند آنجہانی کو جگہ دی، اب آریہ سماجی دوست کس منہ سے مسلمانوں پر عدم رواداری کا حرف رکھ سکتے ہیں جبکہ وہ اس کے بالمقابل اس کا $\frac{1}{100}$ حصہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ گزشتہ دنوں لاہور میں جو ایک سکھ کا قتل ہوا، مسلم لیڈروں نے اس پر علانیہ اپنی ناراضگی کا اظہار کیا، مگر ۱۹۱۹ء میں شاہ آباد اور آرہ پھر اس کے بعد کلکتہ اور کانپور اور بنارس وغیرہ میں مسلمانوں پر جو جور و ستم کے پہاڑ ٹوٹے کیا اس کے متعلق کسی ہندو لیڈر نے اشارۃً بھی اظہار ناراضگی کیا؟ راجپال نے رنگیلا رسول نامی ایک گندی کتاب لکھی کیا کسی ہندو لیڈر نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا؟ نہیں! ان واقعات کی موجودگی میں آریوں وغیرہ کو یہ کس طرح حق پہنچتا ہے کہ وہ مسلمانوں پر کوئی حرف رکھ سکیں، اپنی آنکھ کے شہتیر سے بے پرواہ ہو کر دوسرے کی آنکھ کے وہمی تنکہ پر انگشت نما ہونے کی اس سے واضح مثال دوسری جگہ مشکل ہی مل سکے گی، اگر مسلمان چاہتے تو رنگیلا رسول کے مقابلہ پر بہت کچھ لکھ سکتے تھے مگر انہوں نے طرفۃ العین کیلئے بھی اس بدراہ کو پسند نہ کیا، کیونکہ انہیں قرآن مجید کی یہی ہدایت ہے کہ وہ کسی کے بزرگ کو بُرا نہ کہیں اور پھر قرآن مجید کی اس تعلیم کے ماتحت کہ **لِکُلِّ قَوْمٍ ھَاد** - وہ شری کرشن جی اور شری رامچندر جی کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور انہیں ایک بزرگ سمجھتے ہیں، اگر ہندوؤں کی ذہنیت بھی اسی طرح بدل جائے، تو آج ہی ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں، سوامی دیانند کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے باوجود اس قدر حسن سلوک کے سوامی موصوف اور ان کے پیرؤوں نے مسلمانوں کو کیا تحفہ دیا؟ ستیارتھ پرکاش کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چودھواں باب! مگر باوجود اس کے پھر بھی آریہ لوگ بہترین رواداراور مسلمان عدم روادار، غالباً ایسے ہی موقعہ پر کبیر بھگت نے یہ دوہا کہا ہوگا ؎

رنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

شذرات

لالہ لاجپت رائے نے سرسید سے حبّ الوطنی کا سبق سیکھا

۱۷ر نومبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "سکول کے دنوں میں لالہ صاحب سرسید احمد خاں کا اخبار تہذیب الاخلاق پڑھا کرتے تھے، اور اس نے آپ کے دل میں حب الوطنی کا زبردست جذبہ پیدا کردیا۔"

ہندو مسلمانوں پر آئے روز یہ الزام لگاتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں حب الوطنی نہیں۔ مگر "جادو سو جو سرچڑھ بولے" اسے کہتے ہیں کہ اور تو اور ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈروں نے بھی مسلمانوں سے ہی حب الوطنی کا سبق سیکھا، نہ صرف حب الوطنی بلکہ روحانیت اور تمدن میں بھی ہندوؤں نے بہت کچھ اسلام سے حاصل کیا۔

اچھوت اور ہندو

۱۳ر نومبر ۳۵ء کا اخبار آنند "ناسک کی بدبخت اچھوت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے:۔

"مقام شرم ہے کہ ان لوگوں کو اس قدر جرأت ہو کہ پوتر منوسمرتی کو جلانے کا مظاہرہ کریں، دنیا کے کسی تختہ پر اگر عیسائی، مسلم یا سکھ مذہبی کتاب کو جلایا جاتا تو ان کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجاتا، لیکن یہ ہندو ہیں کہ انکی اس قسم کی احمقانہ کرتوتوں کو برداشت کررہے ہیں، ایسے لوگوں کو ہندو حلقہ میں رکھنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں، آریہ سماجی اگر ایسے بے غیرت ہیں تو وہ انہیں اپنالیں، لیکن سناتن دھرمی تو ایسے لوگوں کو کبھی بھی دھارمک نہیں مان سکتے، جو منوسمرتی جیسے دھرم شاستر کو جلانے کا مظاہرہ کریں، ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہئے، کہ یہ رواداری کسی کام کی نہیں، یہ اچھوت جائیں جہاں ان کی مرضی ہے اگر ہندو دھرم میں ان کیلئے جگہ نہیں، ہندوستان میں جگہ نہیں تو جہاں ان کے سینگ سمائیں جائیں، اور کہیں جگہ نہ ملے تو دوزخ میں جا پڑیں، لیکن انہیں کیا حق ہے کہ وہ منوسمرتی کو جلائیں۔" اگر اچھوتوں نے منوسمرتی کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے تو بہت حد تک ان کا یہ فعل قابل چشم پوشی ہے، کیونکہ منوسمرتی نے جس ذلت اور درگت تک ان اچھوتوں کو پہنچایا وہ اظہر من الشمس ہے مگر ہندوؤں کی اس ذہنیت کی موجودگی میں اس امر کا صاف پتہ چل سکتا ہے کہ ہندو اچھوتوں کو کہاں تک مجلسی اور تمدنی حقوق دینے کیلئے تیار ہیں، یہ کیا عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف ہندوؤں کی یہ خواہش ہے کہ کوئی اچھوت ہندوؤں سے الگ نہ ہو، دوسری طرف نہ صرف یہی کہ وہ اچھوتوں کو حقوق دینے کیلئے تیار نہیں بلکہ ان کی شکایات سننے کے بھی روادار نہیں۔

اچھوت اور مسلمان

۱۷ر نومبر کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "دعوت اسلام دینے والوں کے پاس کیا جواب ہے، کہ جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کا پیغمبر نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں، مسلمان وہ ہے، جو حضرت محمد (صلعم) کو خدا کا رسول مانیں۔" اس سوال کے جواب کو خود ریفارمر کے ایڈیٹر کو بھی بہتر سمجھنا چاہئے تھا، کیونکہ جس طرح ویدک دھرمی وہ ہے، جو ویدوں کو مانے، اسی طرح مسلمان وہ ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اپنا ایمان لائے، باقی فرق آگے جاکر پڑتا ہے وہ یہ کہ باوجود ویدوں کے ماننے کے ویدک دھرمی اچھوتوں کو خواب میں بھی مساوات دینے کیلئے تیار نہیں، دوسری طرف جب ایک کہلانے والا اچھوت حلقہ بگوش اسلام ہوجاتا ہے، تو وہ مسلمانوں کا بھائی ہے، کیونکہ اسلام میں کوئی اچھوت نہیں، لہٰذا اچھوتوں کے درد کا علاج صرف اسلام کے پاس ہی ہے دگر ہیچ،

ہمارا سالانہ جلسہ

اس سال سالانہ جلسہ کیلئے ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں، اس کے متعلق مفصل مضمون آپ اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے دوستوں کا فرض ہے کہ ابھی سے اس کی تیاری شروع کردیں، اور نہ صرف خود ہی اس بابرکت تقریب سے مستفیض ہوں بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی جو اس وقت تک نہ صرف یہی کہ اس تقریب میں شامل نہیں ہوسکے بلکہ ایک گونہ بدظن بھی ہیں انہیں بھی اپنے ساتھ لانے کی پوری پوری سعی کریں، کیونکہ دنیا میں بہت حد تک بدظنی کی وجہ دوری ہے، جتنا قرب ہوگا اتنی ہی بدظنی دور ہوگی۔

میو ہسپتال کے متعلق میرے تاثرات

پچھلے دنوں مجھے اپنے بچہ کے اپریشن کے لئے میو ہسپتال لاہور جانا پڑا، وہاں میں نے بعض ایسی قابل رشک خوبیوں کو دیکھا، جن کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، (۱) صفائی، انتظام (۲) ڈاکٹروں اور نرسوں کا مریضوں کے ساتھ حسن سلوک، خانصاحب ڈاکٹر محمد بشیر اپنے فن کے بہترین ماہر اور اس کے ساتھ مخلوق خدا کے بہترین ہمدرد ہیں، میرے بچے کا اپریشن بھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہی کیا، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ہاؤس سرجن کا ٹریٹ مینٹ (Treatment) بھی مریضوں کے ساتھ قابل تعریف تھا، نرسوں کی ٹریننگ قابل داد، اور ان کا حسن سلوک مریضوں کے ساتھ ہمدرد بہنوں کا سا تھا، جب وہ کمرے میں آتیں، حالانکہ دروازے سپرنگ دار تھے مگر کیا مجال کہ دروازوں کے کھلنے اور بند ہونے کی خفیف سی آہٹ تو آسکے، پھر فرش سخت اور ایڑی دار گرگابی، مگر چلنے میں خفیف سی آہٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نہیں ہوتی تھی، مریضوں کے ساتھ وہ ایسی مہربانی سے مخاطب ہوتی تھیں کہ ان کی شیریں گفتگو ہی مریض کے لئے بہت کچھ حوصلہ افزائی کا موجب ہوتی تھی، بیماروں کی جس قدر خبرگیری وہاں کی جاتی ہے، گھر میں باوجود پوری کوشش اور پھر قلبی ہمدردی کے بھی وہ بات نہیں ہو سکتی جس کمرے میں میرا لڑکا ٹھہرا ہوا تھا، اسی کمرے میں ایک نوجوان جنٹلمین مسٹر سورج پرکاش بھی ٹھہرے ہوئے تھے، میری عدم موجودگی میں میرے بچے کی خبرگیری اور جو نیک سلوک وہ کرتے رہے، اس کی یاد بہت دیر تک میرے دل میں تازہ رہے گی۔

ہندو عورتیں اور طلاق

ہندو مذہب میں طلاق ناجائز ہے، مگر ہندو عورتیں جنہیں عملی رنگ میں گھریلو زندگی سے گزرنا پڑتا ہے وہ اپنی مشکلات کو بہتر سمجھتی ہیں، کہ طلاق یا خلع کے نہ ہونے سے انہیں کن مصائب سے گزرنا پڑتا ہے، چنانچہ اس کے متعلق ہندو عورتیں اپنے کئی ایک اجلاس میں اس کی تائید کیلئے اپنی آواز کو بلند کر چکی ہیں، چنانچہ حال ہی میں احمد آباد میں آل انڈیا وومنز کانفرنس کی گجرات برانچ کے ایک اجلاس میں ہندو عورتوں کی طرف سے یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ "ہندو عورتوں کو طلاق (خلع) کا حق ہونا چاہئیے"

صوبہ گجرات کی ہندو عورتیں عام طور پر تعلیم یافتہ ہیں اور انہوں نے اپنی مشکلات کو زیادہ بہتر سمجھا ہے، گو بعض ہندو مردوں کی طرف سے اس کی مخالفت ہو رہی ہے مگر وہ ہندو عورتوں کی مشکلات کو کیا سمجھیں، اسلام جو بہترین فطرتی مذہب ہے، اُسنے مردوں اور عورتوں کیلئے جو طلاق اور خلع کا اصول رکھا ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہے، کیونکہ گھریلو زندگی میں بسا اوقات ایسی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا، ہندو عورتیں اور مرد بھی اپنے مذہب میں اس کمی کو محسوس کر رہے ہیں چنانچہ بعض ہندو ریاستوں میں اس کے متعلق قانون بھی پاس ہو چکے ہیں، اس سے ہندو دوست ایک حد تک اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ اسلام کے اصول عین انسانی فطرت پر مبنی ہیں اور حقیقت میں یہی ایک قدرتی مذہب ہے، جس کے بہترین اصولوں کو ایک ایک کر کے ہندو مذہب والے اختیار کر رہے ہیں، جو قال سے تو نہیں مگر حال سے اسلامی صداقت پر اپنے عمل کی مہر ثبت کر رہے ہیں، اور وہ وقت دور نہیں جب کہ قال سے بھی اسلامی صداقت کا اعتراف کر سکیں، اگر کمی ہے تو مسلمانوں کی طرف سے جو تبلیغ کی طرف سے بے پرواہ ہو رہے ہیں۔

ہندو لیڈروں کی ہوشیاری!

جناب گاندھی اور پنڈت مدن موہن مالویہ، ڈاکٹر امبیدکار سے ملنے کیلئے جا رہے ہیں اور انہیں ترغیب دینگے کہ وہ ہندو دھرم کو نہ چھوڑیں، ہندو لیڈروں کی موقعہ شناسی کسی تشریح کی محتاج نہیں، آج گاندھی اور مالوی کی پوزیشن کسی وضاحت سے بے نیاز ہے، مگر انہیں ڈاکٹر امبیدکار کے دروازہ پر جانے سے دریغ نہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اچھوت اقوام کے جانے سے ہندو دھرم کو ایک کاری ضرب لگیگی۔ بفرض محال اگر اس وقت ڈاکٹر موصوف کے ساتھ اچھوتوں کی زیادہ تعداد بھی نہ ہو اور اگر وہ اکیلے ہی مذہب تبدیل کریں، تو بھی مستقبل میں ہندو مذہب پر اس کا اثر ناگوار پڑیگا۔ اور میرا خیال ہے کہ مالوی اور گاندھی کے ملنے پر بہت حد تک ڈاکٹر امبیدکار کی آنکھوں میں لحاظ آجائے گا۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کی انجمنوں نے کیا کیا، میں اس کے متعلق گو یقیناً کچھ نہیں کہہ سکتا، مگر میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اسلام میں قوت جاذبہ موجود ہے، مگر موجودہ مسلمانوں میں نہیں۔

اچھوت اقوام کا غصہ

کہلانے والے اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں اور ہندو مذہب کی کتابوں نے جو سلوک کیا وہ آج کسی تشریح کا محتاج نہیں اور خود ہندوؤں کو بھی اسباب کا اعتراف ہے، اس سلوک کا اچھوتوں پر کیا اثر ہوا اور ہو رہا ہے، وہ اس سے ظاہر ہے کہ علاقہ ناسک کے سکھینہ نامی گاؤں میں ۱۸ر نومبر کو تین ہزار اچھوت کہلانے والوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں ہندو دھرم کے چھوڑنے کے فیصلہ کو تقویت پہنچانے کے لئے انہوں نے ہندو دیوی اور دیوتاؤں کی چند مورتیوں کو تلف کر دیا اور متبرک کتابوں کو جلا دیا، میٹنگ میں جو تقریریں ہوئیں، سوان ہندوؤں کے ہاتھوں اچھوتوں پر کئے گئے، مظالم کو واضح کر کے ان کے سلوک کی مذمت کی گئی" ناظرین اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کہلانے والے اچھوت ہندو مذہب سے کسقدر متنفر ہو چکے ہیں، مسلمانوں کیلئے یہ بہترین موقع ہے کیونکہ گرم لوہے پر ہی چوٹ ٹھیک پڑ سکتی ہے مگر کیا اس بہترین موقع سے جو قدرت نے خوش قسمتی سے مسلمانوں کیلئے مہیا کیا ہے، وہ کچھ فائدہ اٹھائیں گے؟ مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمان اپنی بدقسمتی سے اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے کھو دیں گے۔

ہندو اچھوتوں کو مساوات دینے کیلئے تیار نہیں

۱۵ر نومبر کا جاگرت لکھتا ہے کہ "ہندو مہاسبھا کے کارکن انفرادی طور پر خواہ کچھ کریں، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ سناتن دھرمی اصولوں کے خلاف کوئی ریزولیوشن پاس کریں، ذاتی طور پر وہ ذات پات کو مانیں یا نہ، اس سے بحث نہیں، لیکن سبھا کے پلیٹ فارم سے ذات پات کے توڑنے کا ایڈیشن نہیں دیا جا سکتا اور نہ دینا چاہئیے ...... اگر سبھا ایسا کرے تو وہ ایک بڑی بھاری غلطی کی مرتکب ہوگی، اور وہ ایک ایسے قدم کو اُٹھائیگی جو اس کے اختیار سے باہر ہے اور ذات پات کا توڑنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے"

گویا سناتن دھرمی ہندو جن کی تعداد ہندوؤں میں سب سے زیادہ ہے، اس نے صاف الفاظ میں اس کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ اچھوتوں کو مطلقاً مساوات دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، اب اچھوتوں کو اپنا نفع نقصان سمجھ لینا چاہئیے، کہ کیا وہ ایسے مذہب میں رہنا چاہتے ہیں، جس نے نہ پہلے ان کو مساوات دی اور نہ آئندہ دینے کیلئے تیار۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنریبل سر ظفر اللہ خان صاحب اور "ملاپ"

پچھلے دنوں آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خاں قادیان تشریف لے گئے تھے، جہاں میونسپلٹی کی طرف سے انہیں ایڈریس پیش کیا گیا تھا، روزانہ ہندی "ملاپ" نے چوہدری صاحب کے سفر قادیان کے متعلق ایک نوٹ لکھا ہے، جس میں مندرجہ ذیل اعتراض کئے گئے۔

(۱) چوہدری صاحب پرائیویٹ کام کیلئے قادیان گئے تھے، اس لئے انہوں نے سرکاری سیلون کیوں استعمال کیا؟

(۲) چوہدری صاحب نے لاہور کی مسجد میں امام کی حیثیت سے اور پھر ریلوے اسٹیشن پر نماز کیوں پڑھائی؟

ہر شخص ایسی اخبار نویسی پر آنسو بہائیگا، جس پر ملاپ والوں کو ناز ہے، کیونکہ کون نہیں جانتا کہ یہ دونوا اعتراضات کم علمی اور جہالت کا نمونہ ہیں۔

ہم "ملاپ" والوں کی معلومات کیلئے انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ وائسرائے کونسل کے ہر ممبر کو بشرطیکہ وہ چھٹی پر نہ ہو، سیلون استعمال کرنے کا حق حاصل ہے اور ایسی مثالیں موجود ہیں، کہ کونسل کے ممبر اپنے گھر تک بھی سرکاری سیلون میں گئے، اس حالت میں یہ اعتراض کیا ہی مضحکہ خیز ہے کہ چوہدری صاحب سیلون میں کیوں قادیان گئے۔

ہم ایڈیٹر صاحب "ملاپ" سے پوچھتے ہیں کہ جب ہر ممبر کہیں جانے کے لئے سیلون استعمال کر سکتا ہے تو ایک ایسے ممبر نے جو ریلوے کا سب سے بڑا افسر ہے کیا گناہ کیا تھا کہ وہ اپنے محکمہ کی چیز استعمال نہ کرتا، اور پھر "ملاپ" کو غالباً یہ بھی معلوم نہیں کہ اتنے بڑے بڑے افسروں کو سرکاری ڈاک لحظہ بہ لحظہ پہنچتی رہتی ہے اور وہ سفر کی حالت ——— میں جہاں بھی ہوں سرکاری کام کرتے رہتے ہیں۔

"ملاپ" نے ایک اور غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے، یعنی یہ لکھا ہے کہ چوہدری صاحب قادیان یاترا کی غرض سے گئے تھے، گویا اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ قادیان میں چوہدری صاحب کی جائداد ہے، مکانات ہیں، زمین ہے، اس لئے وہ قادیان کو اپنا گھر سمجھ کر ہی وہاں جاتے ہیں نہ کہ زیارت گاہ سمجھ کر۔

دوسرا اعتراض اس سے بھی زیادہ لغو ہے، "ملاپ" کے خیال میں سرکاری ملازم کے لئے مذہبی عبادات و رسوم بھی ممنوع ہیں، اس لئے چوہدری صاحب نے غضب کیا کہ نماز پڑھائی، ہم حیران ہیں کہ "ملاپ" والوں نے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ چوہدری صاحب نے ممبر کونسل کی حیثیت سے نماز پڑھائی، اور ان کے دماغ میں یہ سیدھی سی بات کیوں جگہ نہیں پکڑاتی، کہ چوہدری صاحب پکے مسلمان ہیں، نماز روزہ کے سخت پابند ہیں۔

دوسرے اعتراض کا آخری حصہ بہت ہی دلچسپ ہے، یعنی ریلوے اسٹیشن پر نماز پڑھانے پر نکتہ چینی کی گئی ہے لیکن "ملاپ" والوں کو کون سمجھائے کہ اسٹیشن پر الوداعی دعا کی گئی تھی، اور نماز اور دعا میں بہت بڑا فرق ہے۔

بہرحال ایک ایسے شخص پر فضول اعتراضات کرنا جو تمام اہل پنجاب کے لئے بلا لحاظ مذہب و ملت قابل فخر ہستی ہو، دریدہ دہنی اور سیاہ باطنی کا ثبوت ہے چوہدری صاحب ایک ایسے شخص ہیں کہ اتنے بڑے عہدے پر پہنچنے کے باوجود آپ نے قدیم ہندوستانی وضع قائم رکھی ہے، آپ بڑے فراخدل، نیک طینت اور بے تعصب بزرگ ہیں، اور آپ کو غلط نکتہ چینی کا نشانہ بنانا کسی صورت میں قابل تحسین نہیں کہا جا سکتا، ہم امید رکھتے ہیں کہ "ملاپ" اپنے اعتراضات واپس لے کر معقولیت کا ثبوت دے گا، اور آئندہ ایسی باتوں کی متعلق محتاط رہیگا۔

(پارس ۱۷ ر نومبر)

سرمۂ نور نظر

نور اینڈ سنز نے ایک اور بہترین سرمہ ایجاد کیا ہے جو حقیقی معنوں میں اسم بامسمیٰ ہے۔

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ پانچ پیسہ کے ٹکٹ آنے پر نمونہ مفت بھیجا جائیگا، یہ مفت نمونہ صرف تین ماہ تک مل سکے گا:

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور

مسودہ مسلم قانون فسخ نکاح

تمام اسلامی انجمنوں سے تائید کی درخواست

سید غلام بھیک نیرنگ ممبر لیجسلیٹو اسمبلی اور چودہ دیگر مسلم ارکان اسمبلی نے سکرٹری لیجسلیٹو اسمبلی کو مندرجہ ذیل مسودہ قانون فسخ نکاح کا نوٹس دیدیا ہے، امید ہے کہ یہ مسودہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس مقام دہلی میں باضابطہ پیش ہوجائیگا اس قانون کے منظور ہونے سے ایک جانب ان مسلمان منکوحہ عورتوں کی مناسب دادرسی ہوجائے گی، جن پر ان کے شوہر خلاف حکم شریعت ظلم کرتے ہیں، مگر بحالات موجودہ عدالت ان کی کوئی امداد نہیں کر سکتی، دوسری جانب تبدیل مذہب اور ارتداد کا خلاف شریعت حیلہ جو عورتیں اپنے شوہروں سے علیحدگی حاصل کرنے کیلئے اختیار کرتی ہیں باطل ہوجائے گا۔

تمام اسلامی انجمنوں سے درخواست ہے کہ اس مسودہ کی تائید میں ریزولیوشن پاس کر کے ایک ایک کاپی سید غلام بھیک نیرنگ ایم۔ایل۔اے انبالہ شہر (پنجاب) کے پاس بھیجدیں اور اسی ریزولیوشن کا ترجمہ بزبان انگریزی آنریبل ہوم ممبر گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی کی خدمت میں بھیج دیں۔

مسودہ قانون

بدیں غرض کہ حنفی المذہب مسلمان عورتوں کی جانب سے دعاوی فسخ نکاح میں مالکی قانون کا اطلاق جائز قرار دیا جائے اور نکاح زوجہ مسلمہ پر اس کے ارتداد کے اثر کے بارے میں شکوک رفع کئے جائیں۔

ہرگاہ قرین مصلحت ہے کہ حنفی المذہب مسلمان عورتوں کی جانب سے دعاوی فسخ نکاح میں قواعد شریعت پر بروئے مذہب مالکی پر عمل کرنا قرار دیا جائے، اور نکاح زوجہ مسلمہ پر اس کے ارتداد کے اثر کے بارے میں شکوک رفع کئے جائیں،

لہذا حسب ذیل قانون نافذ کیا جاتا ہے۔

(۱) اس قانون کا نام مسلم قانون فسخ نکاح ہوگا۔

(۲) یہ قانون تمام برٹش انڈیا میں اطلاق پذیر ہوگا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوراً نافذ ہو جائے گا۔

(۳) اس قانون میں جب تک مضمون یا سیاق وسباق میں کوئی امر متناقض نہ پایا جائے۔

(۱) مالکی قانون سے شریعت اسلام مطابق مذہب امام مالکؒ مراد ہوگی۔

(۲) حنفی مسلمان عورت سے ایسی مسلمان عورت مراد ہوگی جو خود کو شریعت اسلام مطابق مذہب حنفی کی پابند بیان کرے۔

(۴) جب کسی حنفی مسلمان عورت کی جانب سے اس کے شوہر کے خلاف فسخ نکاح کا دعویٰ دائر ہو تو فیصلہ مالکی قانون کے مطابق کیا جائے گا۔

(۵) منکوحہ حنفی مسلمان عورت مندرجہ ذیل وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کی بنا پر اپنے شوہر کے خلاف فسخ نکاح کا دعوےٰ کر سکتی ہے۔

(ا) یہ کہ اس کا شوہر غائب اور مفقود الخبر ہے۔
(ب) یہ کہ اس کا شوہر عنین ہے۔
(ج) یہ کہ اس کا شوہر خطرناک جنون میں مبتلا ہے۔
(د) یہ کہ اس کا شوہر اس کا نفقہ ادا کرنے میں غفلت کرتا ہے۔
(ہ) یہ کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ ہمیشہ بدسلوکی کرتا ہے۔
(و) کسی اور وجہ کی بنا پر جو شریعت اسلام کے مذہب حنفی یا مذہب مالکی کی رو سے فسخ نکاح کیلئے کافی ہو۔

(۶) منکوحہ مسلمان عورت کا دین اسلام کے کسی دین کو قبول کر لینا بجائے خود اس کے نکاح کے فسخ کا اثر نہ رکھیگا

بیان اغراض ومقاصد

مذہب حنفی کی رو سے شریعت اسلام میں ایسا کوئی قاعدہ نہیں کہ اگر کسی منکوحہ عورت کا شوہر اس کا نفقہ ادا نہ کرے، یا اس کو کالمعلقہ چھوڑ دے یا اس کے ساتھ مسلسل بدسلوکی کرے، یا اس کو بحالت بیکسی چھوڑ کر غائب ہو جائے اور بعض دیگر حالتوں میں وہ عورت بذریعہ عدالت اپنے نکاح کو فسخ کرا سکے اور اس قسم کا قاعدہ نہ ہونے سے برطانوی ہندوستان میں بیشمار عورتوں کو ناقابل بیان مصیبت پیش آتی ہے لیکن حضرات فقہائے مذہب حنفی نے یہ اصول بھی بوضاحت بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی امر میں اصول مذہب حنفی پر عمل کرنے سے کسی فریق پر سختی لازم آتی ہو، تو اس صورت میں مذہب شافعی یا مالکی یا حنبلی پر عمل کرنا جائز ہے، اسی اصول پر عمل فرماتے ہوئے حضرات علمائے کرام نے فتاوےٰ صادر فرمائے ہیں۔ کہ ان حالتوں میں جن کو دفعہ ۵ قانون ہذا میں درج کیا گیا ہے، منکوحہ حنفی مسلمان عورت عدالت سے فسخ نکاح کا حکم حاصل کر سکتی ہے، چونکہ عدالتوں کو حنفی مسلمان عورت کے بارے میں مالکی قانون کا اطلاق کرنے میں تامل ہوگا، اس لئے ضرورت ہے، کہ اصول مندرجہ بالا بذریعہ قانون تسلیم اور نافذ کیا جائے، تاکہ بیشمار مسلمان عورتوں کو مصیبت سے نجات ہو سکے۔

علاوہ بریں برطانوی ہندوستان کی عدالتوں نے بار بار قرار دیا ہے کہ منکوحہ مسلمان عورت کا ارتداد بجائے خود موجب فسخ نکاح ہوتا ہے، وکلاء نے اپنی بحث میں اس خیال کی تردید بار بار کی ہے، لیکن عدالتوں نے ہمیشہ ان نظائر سابقہ کی پیروی کی ہے جو اصول شریعت کی غلط فہمی پر مبنی ہیں، حضرات علمائے کرام نے فتاوےٰ صادر فرمائے ہیں، کہ ارتداد زوجہ سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہوتا، ملت اسلامیہ نے بارہا عدالتوں کی مندرجہ بالا رائے سے اپنی بے اطمینانی ظاہر کی ہے اور اخباروں میں بے شمار مضامین شائع ہو چکے ہیں جن میں مطالبہ کیا گیا ہے، کہ بذریعہ قانون عدالتوں کی اس غلطی کی اصلاح کی جائے۔

بوجوہ مندرجہ صدر یہ مسودہ پیش کیا جاتا ہے۔

ویدوں پر ایک سرسری نظر

یجروید ادھیائے ۳۳ منتر ۵۱ کا ترجمہ شری سوامی دیانند یہ کرتے ہیں۔

"اے یگیہ کرنے والے ودوان آپ آج ہماری بالمشافہ ہو جئے، میں ڈرتا ہوں، تمہارے منوربھ کو سدھ کرنے میں کامیاب ہو سکوں، ہم کو ایذا دینے والے چوروں وغیرہ سے بچاؤ، اے ودوانوں کا ستکار کرنے والے لوگو تم ہمیں کنوئیں میں گرنے سے بچاؤ"

اگر تو اس منتر میں متکلم پرمیشور کی ذات ہے تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے چوروں سے بچاؤ۔ اندھے کنوئیں میں گرنے سے بچاؤ۔ یہ پرمیشور کی ذات والاصفات سے بعید ہے، اگر اس کا متکلم کوئی اور ہے، تو ظاہر ہونا چاہئے کہ وہ کون ہے، عام طور پر آریں وغیرہ ہیں جو مسلمہ بات ہے وہ یہ ہے کہ ویدوں میں متکلم پرماتما کی ذات ہے، اور مخاطب دوسرے، دوم اس میں یہ کہنا کہ مجھے چوروں سے بچاؤ، کنوئیں میں گرنے سے بچاؤ، شروع سرشٹی میں جب ویدوں کا ظہور ہوا کیا اسوقت چور اور کنوئیں میں گرانے والے موجود تھے جیسا کہ اس منتر میں ظاہر کیا گیا ہے، اگر موجود تھے تو پھر ویدوں کی قدامت کا راز طشت از بام، اگر نہیں تھے، تو پھر وید مقدس میں انکا ذکر لانے سے کیا فائدہ کیا کوئی آریہ ودوان اس پر روشنی ڈالے گا،

پھر یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۰ کا ترجمہ شری سوامی دیانند صاحب یہ کرتے ہیں۔

"اے تمام انسانوں میں گیانی انسان جس طرح عالم لوگ علم اور محبت سے مجھکو پوتر کرتے ہیں، میری بدھی کو پوتر کرتے ہیں، اور تمام پرانی ماتر مجھکو پوتر کرتے ہیں، اسی طرح آپ بھی مجھ کو پوتر کریں"

اب اگر اس منتر کا متکلم پرمیشور ہے تو پھر اس کی طرف اس قسم کی باتوں کو منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے، اور اگر اس منتر کا متکلم خدا کے علاوہ کوئی اور ہستی ہے تو پھر یہ کہنا کہ وید خدا کا کلام ہے، ایک بے حقیقت بات ہے اور اس منتر کی موجودگی میں یہ امر بالبداہت ثابت ہے، کہ کم از کم یہ منتر تو پرماتما کا کلام نہیں ہو سکتا، کیونکہ تمام آستک لوگ اس بات کے دل وجان سے قائل ہیں، کہ خدا ایک مقدس ذات ہے، مگر اس منتر میں جو خدا کی تقدیس بیان کی گئی ہیں، وہ کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں، جو ہستی اپنی پاکیزگی کیلئے دوسروں کی حاجتمند ہے، اس کی قدرت کے کیا کہنے، کیا کوئی اریہ ودوان اس منتر پر روشنی ڈالے گا۔

پھر سوامی دیانند صاحب یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۱۸ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میرا تین طرح کا گڈریہ میری تین طرح کی گڈرنی میری نامکمل ترکیبوں سے ہونے والے نقصان سے بچانیوالا بیل، میری ترکیبوں کو پورا کرنے والی گائے، میری پانچ طرح کی بھیڑیں اور ان کا گھی، میری پانچ طرح کی بھیڑوں کے گڈریے، اور ان کی کوشش، میرا تین بچھڑے والا بیل، اور اس کے بچھڑے، میرے تین بچھڑے والی گائے، اور اس کا گھی، اور میرا چوبرسا بیل اور اس کا کام، یہ سب چیزیں پشو پالنے کی ترکیب سے پوری ہوں"

اب غور کرنا چاہئیے کہ یہ منتر ہے یا چیستان، عام بجھارتیں بھی تو اپنے اندر کچھ نہ کچھ حقیقت رکھتی ہیں مگر یہ منتر جس قدر مہمل الفاظ کا مجموعہ ہے وہ خود آپ اپنی بہترین شہادت ہے۔

نامکمل ترکیبوں کے نقصان سے بچانیوالا بیل اور ترکیبوں کی مکمل کرنے والی گائے، پانچ قسم کی بھیڑیں اور ان کا گھی، اور تین بچھڑے والا بیل، چوسالہ بیل اور اس کا کام۔

اب کیا آریہ سماج میں کوئی ایسا ودوان ہے جو اس بے ربط الفاظ اور مہمل فقرات کو ترکیب دے اور اس کا مطلب بیان کرے، اور آخر اس بیل گائے بھیڑ کی چیستان اور گردان کا مطلب کیا ہے، ایک طرف جب ہم آریہ سماج کی تعلیم یافتہ پارٹی پر نظر ڈالتے ہیں اور دوسری طرف ان مہمل منتروں کی کثرت دیکھتے ہیں تو ہمیں رہ رہ کر تعجب آتا ہے، کہ جب تعلیم یافتہ آریوں کی نظر سے یہ منتر گزرتے ہوں گے، تو ان کے دل پر کیا اثر پڑتا ہوگا مگر بقول سوامی شردہانند سابق لالہ منشی رام کہ عوام نے تو ویدوں کی صورت دیکھی تک نہیں اور خواص میں سے بعض یا اکثر ایسے ہیں، جو ویدوں کو الیشور یہ گیان یا الہامی نہیں مانتے وہ آریہ سماج کو صرف ایک کام کرنے والی سوسائٹی سمجھکر اس میں داخل ہوئے ہیں، اور بس۔ مگر ان حالات کی موجودگی میں بھی ہمیں آریہ سماج کے کارکنوں پر حیرت آتی ہے کہ وہ یہ خوش کن خواب دیکھ رہے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان آریہ بن جائیں گے، اور بعضوں پر تو یہ بھوت اس تیزی سے سوار کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ زبردستی اور دھینگا مشتی سے بھی لوگوں کو آریہ بنانے سے دریغ نہ کریں۔ اور چنانچہ جہاں بھی آریہ سماج کا بس چلتا ہے وہ دریغ نہیں کرتی۔

پھر یجر وید ادھیائے ۱۸ منتر ۱۲ کا ترجمہ سوامی دیانند صاحب یہ کرتے ہیں۔

"میرے چاول اور ساٹھی کے دھان، میرے جو اور ارہر میرے ارد اور مٹر میرے تل اور ناریل میرے مونگ میرے چنے میری کنگنی، میرے باریک چاول میرا سوانک میرا چینا، میرے گیہوں اور مسور یہ سب پرمیشور سے سامرتھ ہوں"

اب کون ہے جو اس چیستان کا حل کرے کہ آخر اس چینے اور ارہر اور جو مٹر مونگ مسور وغیرہ کی گردان کا مطلب کیا، اس سے روحانی فائدہ کیا، اور کیا وید مقدس میں یہ نام آنے سے قبل لوگوں کو ان کے ناموں کا پتہ نہیں تھا، کیا یہ منتر اس امر کا بہترین شاہد نہیں کہ وید درحقیقت ایشور کا کلام نہیں ہے، یہ صرف دیہاتی لوگوں کے آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے کے گیت ہیں اور بس۔ آجکل کا دیہاتی اگر اپنے جو مٹر گیہوں وغیرہ کی رٹ لگائے تو ایک مضحکہ خیز امر سے زیادہ نہیں، مگر آج سے کچھ ہزار برس پیشتر یہ مستحسن سمجھا جاتا ہوگا ؂

مسئلہ اوتار اور سکھ مذہب

مجھے یہ بتانے کی شاید ضرورت نہیں ہوگی کہ اوتار کیا ہے اور ہندوؤں کا اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے، میرے دوست ایک نبی یا ایک پیغمبر یا ایک رسول کے آنے اور اس کے کاموں سے خوب واقف ہیں، اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک نبی یا ایک رسول یا ایک پیغمبر کن حالات میں آتا ہے، اور آکر کیا کام کرتا ہے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سب یہ جانتے ہیں کہ جب روحانیت دنیا سے دور ہو جاتی ہے، تو خدا تعالیٰ اس روحانیت کو پھر پیدا کرنے کے لئے کسی شخص کو مامور کر کے دنیا میں بھیج دیتا ہے اور اس مامور کا نام نبی یا رسول یا پیغمبر یا مجدد ہوتا ہے ہندوؤں نے ان لوگوں کو جنہیں مسلمان نبی یا رسول یا پیغمبر کہتے ہیں، اوتار کے نام سے نامزد کیا ہے مگر اسکے ساتھ انہوں نے ایک ایسی صورت پیش کردی ہے جو ہرگز قابل قبول نہیں، مسلمان تو ایسے شخصوں کو خدا کا مامور مانتے ہیں لیکن ہندو یہ کہتے ہیں کہ وہ خود خدا ہوتے ہیں، جو ہندوؤں کی طرح کسی کے گھر میں جنم لیتے ہیں اور چند دن دنیا میں رہ کر اور لوگوں کو ہدایت دے کر پھر ہندوؤں کیطرح فوت ہو جاتے ہیں، اب مامور کے متعلق ہندو اور مسلم عقیدہ میں یہ ایک بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا، کہ باوا صاحب جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے ہندوؤں کے مسئلہ اوتار کی تردید کرنی شروع کی، اور اس بات کو بڑے زور سے پیش کیا کہ خدا پیدا ہونے، جونوں میں آنے اور مرنے وغیرہ سے پاک ہے، چنانچہ جپ جی صاحب میں آپ کا ایک مشہور قول یہ ہے۔

"اجونی سے بھنگ"

چونکہ خدا حادث نہیں، اور پیدا نہیں ہوتا، اس لئے وہ مرتا بھی نہیں، ایسا گرنتھ صاحب اور رام کلی میں فرماتے ہیں۔

اوتار نہ جانے انت ؂ پرمیشر پار برہم بے انت

یعنی یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے، جو اوتاروں یعنی رشیوں کو عین پرمیشور سمجھتے ہیں، پرمیشور تو انسانی قالب اختیار کرنے سے پاک ہے، اوتار کے معنے یہ نہیں کہ وہ خود خدا ہے، جو دنیا میں کسی کے گھر پیدا ہو کر آگیا، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص دنیا میں آگیا، جو دوسرے لوگوں کے بالمقابل معرفت سے زیادہ آگاہ ہے اور خدا کی طرف سے آگاہ ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل کرائے۔

پھر ایسا ہی گرنتھ صاحب بھیروں محلہ ۵ میں فرماتے ہیں

سو مکھ جلو جت کہ ٹھاکر جونی

وہ شخص دوزخی ہے جو کہتا ہے کہ خدا جونوں میں آکر انسانی قالب اختیار کرتا ہے، غرض اسی طرح باوا صاحب نے کئی مقامات پر بڑے زور کے ساتھ ہندوؤں کے اس عقیدہ کی تردید کی، اور نقائص بتلائے ہیں، جو وہ اوتاروں کے متعلق رکھتے تھے، لیکن خدا کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ایسی ورا ء الورا ہستی ہے۔ باوجودیکہ لوگوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سنیاس اور بیراگ اختیار کیا، مگر پھر بھی اس کے انت (اسرار) کو نہ پا سکے، اور اس کی حقیقت سمجھنے سے عاجز رہے، چنانچہ گرنتھ صاحب آسا محلہ ۲ میں فرماتے ہیں ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جگھ جگھ کے راجے گئے گاوے کر او تاری
تن بھی انت نہ پایا نانکا کیا کر آکھ وچاری

مطلب یہ کہ بڑے بڑے راجوں اور مہاراجوں نے راج پاٹ چھوڑ کر سنیاس اور بیراگ اختیار کیا، اور تارک الدنیا بنگئے مگر پھر بھی اس قادر مطلق کے انت کو نہ پا سکے اور اسکی کنہہ تک نہ پہنچ سکے۔

پھر ہزارے کے شبدوں میں لکھا ہے ؎

من کرتار نہ کر تم مانو ؏ ؏ ؏
آوا جون اجے انباشی تہہ پرمیشر جانو
تات مات نہ جات جان کر پتر پوتر مکرند
کون کاج کہائیں گے تے ان دیوکے نند
سو کم مانس روپ کہائے سدھ سمادھ کر ہارے کیہوں
نہ دیکھن پائے

جس کا ترجمہ یہ ہے، کہ خالق ایک ہی ہے، جو ظہور عالم سے بھی پیشتر تھا، بابا صاحب ہدایت فرماتے ہیں، کہ اسی ایک خالق کے نام کا ورد کرو، اور اسی خدا کے نام کا وظیفہ پڑھو، جو ظہور عالم سے پہلے بھی حق تھا اور پھر ظہور عالم کے وقت بھی حق تھا، جس طرح وہ زمانہ ماضی میں حق تھا ویسا ہی زمانہ حال میں ہے، اور ویسا ہی زمانہ آئندہ میں بھی حق ہوگا، اور وہ پیدا ہونے اور جونوں میں آنے سے پاک ہے، یہ مفہوم بالکل سورہ اخلاص کے مفہوم کے مطابق ہے اور سر مو فرق نہیں رکھتا، پھر آگے چلکر بابا صاحب فرماتے ہیں، برہما، رام چند، کرشن یہ سب آدمؑ کی اولاد تھے اور ہندوؤں کے بعض فرقے مثلاً فرقہ "سدھ" سماوی لگا کر ہار چکے مگر وہ خدا کا انت (اسرار) نہ پا سکے۔

ایسا ہی بابا صاحب فرماتے ہیں، کہ ہمارے لئے کوئی دوسرا اور دروازہ سوائے تیرے دروازے کے نہیں کہ جہاں ہم جائیں، آپ ہی جس قدر ہمیں دیتے ہیں ہم کھاتے ہیں، اور نانک ایک ہی عرض کرتا ہے کہ روح اور جسم یہ سب آپ ہی کے ہیں، آپ اگر یہ ہمیں نہ دیتے تو ہم کہیں سے یہ نہیں لے سکتے تھے، وہ شبد یہ ہے۔

جیسا دیں تیسا ہو کھاؤ ؞ بیا در نہیں کے در جاؤ
نانک ایک کہے ارداس ؞ جیو پنڈ سب تیرے پاس

پھر خدا کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ مخلوق نہیں اور یہ بھی نہیں کہ وہ کبھی کبھی انسانی جون لے کر کسی انسان کے گھر پیدا ہو جاتا ہے، بلکہ فرماتے ہیں ؎ (جپ جی صاحب)

" ایک اونکار ست نام کرتار پرکھ نربھو نرویر
اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد جپ آد سچ
جگاد ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ "

مطلب یہ کہ ایشور وحدہٗ لاشریک ہے، کوئی اس کا ثانی نہیں، کل کائنات کا پیدا کرنے والا، اور پھر عالم کو نابود کرنے والا وہی ایک ہے، وہ ازلی ابدی ہے، عدم اور نیست سے بری ہے۔ خالق کل ہے، بیم وخوف سے بری ہے، چونکہ وہ لاشریک ہے، اس لئے اس کو کسی سے عداوت نہیں، کیونکہ اس کا کوئی ہمسر نہیں وہ موت سے بھی پاک ہے، اور تمام صفات کاملہ کا منبع بھی وہی ہے پھر اسکے قبضہ واختیار اور قدرت اور اقتدار کے متعلق بابا صاحب فرماتے ہیں ؎

بھے وچ پون وہے سد واؤ ؞ بھے وچ چلے لکھ دریاؤ
بھے وچ اگن کڈھے دے گاہ ؞ بھے وچ دھرتی دبے بھار
بھے وچ سورج بھے وچ چند ؞ کوہ کروڑی چلت نہ انت

یعنی یہ خدا ہی ہے جس کے حکم کے ماتحت ہوائیں چل رہی ہیں، جس کے حکم کے ماتحت لکھو کھا دریا چل رہے ہیں جس کے حکم کے ماتحت اگنی جلتی ہے، جس کے حکم کے ماتحت زمین سے طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہے، جس کے حکم کے سورج چاند اور تمام اجرام فلکی کا ظہور ہوتا ہے، اور جس کے حکم کے ماتحت وہ تمام کروڑوں میل اپنے محور پر گشت کرتے ہیں، پھر راگ آسا محلہ پہلا شلوک ۲ میں صاف فرمادیا کہ اوتار خدا نہیں ہو سکتے۔

کیا اوپما تیری آکھی جائے ؛ توں سرب میں رہیا لولائے
پون آپائے دھری سب دھرتی جل اگنی کا بند کیا
اندھے دہسر موند کٹایا راون مار کیا وڈ بھیا ؛
جیوا پائی جگت ہتھ کینی کالی نتھ کیا وڈ بھیا ؛
کستوں پرکھ جورو کون کہئے سرب نرنتر رو رہیا ؛

ہے پرمیشور! تو دھن ہے، تونے اپنی رحمانیت سے ہوا اور پانی اور آگ پیدا کر کے اس دنیا کو قائم کیا، اگر رام چند نے دس سر جیسے کمینہ خواہشات رکھنے والے کو مار ڈالا، تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے وہ خدا نہیں بنگیا اے رب العالمین! ہم اس قدر کمزور ہیں کہ تیری حمد وثنا نہیں کر سکتے، جل وتھل اور بحر وبر میں تیرا ہی جلوہ ہے اور خلقت تیرے ہی نور سے منور ہے، ہے خالق ہم تیری کیا تعریف کریں، تو نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے ہے پرمیشورا ہم تجھے نہ پرکھ (مرد) کہہ سکتے ہیں، اور نہ ناری (عورت) کیونکہ تو تو جنم مرن سے الگ ہے، جونوں سے نیارا ہے۔

غرض اس طرح باوا صاحب نے ہندوؤں کے اس عقیدہ کی تردید کی جو وہ اوتاروں کے متعلق رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے اس عقیدہ کی تائید کی جو خدا اور اس کے ماموروں کے متعلق ان کا ہے، اور نہ صرف تائید ہی کی بلکہ اس کو تسلیم بھی کیا، اور اس طرح اپنے عقیدہ کو خدا اور اوتاروں کے متعلق بتایا، جس طرح کہ مسلمانوں کا ہے اور جس طرح کا عقیدہ رکھنے کی مسلمانوں کو تعلیم دیگئی ہے۔

اٹلی کی قسمت کا واحد مالک

گیارہ بار جیل میں رہا

مسولینی کی زندگی کے چند باب

بنیٹو مسولینی نے جو آج دنیا میں سب سے بڑا ڈکٹیٹر تسلیم کیا جاتا ہے اور جس نے ابی سینیا پر لشکر کشی کر کے تمام ممالک کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی ہے، اپنی زندگی میں کئی نشیب وفراز دیکھے ہیں، جنگ عظیم سے پہلے اس کا کوئی نام تک نہ جانتا تھا، وہ زمانہ بھی تھا، جب وہ سڑکوں پر روڑے کوٹنے کا کام کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا، اس کی بابت یہ مشہور ہے کہ

" Once he was wandering like a famished wolf in the street of Rome."

مگر آج وہی مسولینی ہے کہ تمام اٹلی اس کے اشارے پر چلتا ہے، وہ صحیح معنوں میں ڈکٹیٹر ہے جسے اپنے بادشاہ وکٹر ایمینوئل کی بھی پرواہ تک نہیں، جس طرح جرمنی میں ہٹلر کا راج ہے، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اٹلی میں مسولینی کی حکومت ہے سٹیلن کو روس میں وہ اثر ورسوخ حاصل نہیں، جو مسولینی کو اٹلی میں ہے۔

اوائل عمر میں ہی طبیعت کا رجحان پالیٹکس کی طرف تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پولیٹیکل میدان میں کئی بار ناکامی ہوئی، مگر مسولینی کبھی مایوس نہ ہوا، ۱۸ سال کی عمر میں اس نے ایک آسامی کیلئے کوشش کی، مگر بے سود، یہ اس کی پہلی زبردست پولیٹیکل شکست تھی، اس کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا، کہ شہرت حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکل کر کسی اور جگہ جانا چاہیئے، جوئیندہ یابندہ، نوکری کی تلاش میں نکلا، اور وہ اسے مل گئی، قریب کے ایک ضلع میں وہ ٹیچر مقرر ہو گیا، دن بھر سکول میں خوب محنت کرتا، اور رات کو رنگ رلیوں میں مشغول رہتا، تاش کھیلتا، شراب پیتا، اور شہر کی لڑکیوں کے ساتھ ناچ کرنے میں رات کا بہت سا حصہ گذار دیتا، یہاں بھی پولیٹیکل معاملات میں اسکی دلچسپی کم نہ ہوئی، اس کے ساتھی بھی اس بات سے واقف تھے ایک دفعہ گیری بالڈی کی یاد میں ایک جلسہ منعقد ہوا، منتظمان جلسہ نے خیال کیا کہ مسولینی اپنے ملک کے ہیرو کے متعلق اچھی تقریر کر سکے گا، انہوں نے مسولینی کی تلاش کی، اور اسے ایک باغ میں ناچتے اور شراب پیتے دیکھا، (اسے وہاں سے لے آئے، جھومتا جھامتا مسولینی سٹیج پر آیا، اور ایسی زبردست تقریر کی کہ تمام لوگ حیران رہ گئے۔

میئر کی جھاڑ

جب جلسہ ختم ہو چکا، تو شہر کے میئر نے اسے اس کے قابل اعتراض رویہ کی وجہ سے خوب جھاڑ ڈالی، اور کہا کہ پبلک میں شراب پینا، ناچنا، اور کوٹ کو شانے پر ڈال کر چلنا یہ باتیں سخت ناپسندیدہ ہیں، ایک ٹیچر کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے، اس سے طلباء پر نہایت بُرا اثر پڑتا ہے۔

مسولینی کا رویہ نہایت گستاخانہ تھا جس سے میئر اور بھی چڑ گیا، مسولینی کو بھی سخت غصہ آیا، اس نے اپنا اسباب باندھا اور شہر چھوڑ کر چل دیا۔

سوئٹزرلینڈ میں

مسولینی یہاں سے فارغ ہو کر سوئٹزرلینڈ چلا گیا، ایک دن اس نے اخبار میں پڑھا، کہ اس کے گاؤں میں سوشلسٹوں اور لبرلوں کے درمیان فساد ہو گیا، جس میں فریقین نے لاٹھیوں اور پتھروں کا آزادانہ استعمال کیا، اور اس کے باپ کو فساد کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

دردناک منظر

انسانی زندگی مسرت اور اندوہ، خوشی و غمی، رنج و راحت اور کامیابی و ناکامی کا ایک معجون مرکب ہے، ہر ایک انسان کی زندگی میں ایسے مواقع آتے ہیں، جب وہ نہایت ہی آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتا ہے، اور ایسے لمحات بھی ضرور آجاتے ہیں جب اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور اس کو موت زندگی سے بدرجہا بہتر نظر آتی ہے، خصوصاً بڑے بڑے آدمیوں کے سوانح حیات کا ایک نہ ایک باب تو ضرور ہی دردناک ہوتا ہے اور یہ دردناک مناظر اس کی زندگی میں سب سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں، کیونکہ انہی مناظر سے ہی اس کی آئندہ اولوالعزمی اور مستقل مزاجی کا پتہ چلتا ہے، مسولینی کی زندگی اس وقت سخت ہی مصیبت کے لمحات سے گذر رہی تھی، جب وہ لاسین میں تھا، تو وہ بیکار تھا، نہ اس کے پاس پیسہ تھا، اور نہ ہی پیسہ کمانے کا کوئی ذریعہ۔ جو کچھ اس کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، آخر کار اس کی جیب میں ایک پینی بچ رہی اور جب وہ بھی خرچ ہو گئی، تو اُسے دربدر بھیک مانگنے کیلئے مجبور ہونا پڑا، یہ حالت ایک دو دن نہ رہی، بلکہ مہینوں اسے تنگدستی کی زندگی بسر کرنی پڑی، اس موقعہ پر ہی اسے یاد آیا، کہ ایک ایک پیسہ کی قدر کس طرح کی جاتی ہے اور اگر ایک فرانک ہی انسان کی جیب میں ہو، تو وہ گرفتار ہونے سے بچ جاتے ہیں، کیونکہ خالی ہاتھ تو آوارہ گردی کے الزام میں بھی دھر لئے جانے کا خطرہ ہوتا ہے، ایک ایک نقرئی سکے کی خاطر تو کئی لوگوں نے اپنی جانیں تک دیدی ہیں، لیکن ایک وقت تھا، جبکہ مسولینی کے پاس ایک نقرئی سکہ تک نہ تھا اور اس لئے اسے جیل کے مصائب جھیلنے پڑے، اور یہ اس کی زندگی میں پہلا موقعہ تھا کہ اُسے جیل جانا پڑا، گو اس کے بعد بھی اسے دس بار اور جیل کی چاردیواری کے اندر رہنا پڑا۔

مسولینی کو اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو مراحل طے کرنے پڑے، گیارہ بار جیل میں رہنا ان میں سے ایک تھا

پبلک مین اور جیل

مسولینی نے اپنی ایک تصنیف میں خود بھی لکھا ہے کہ کسی بھی پبلک مین کی زندگی میں جیل کا تجربہ ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے، مسولینی کو گیارہ مختلف جیلوں کے اندرونی حالات دیکھنے کا اتفاق ہوا، گیارہ مرتبہ سزایاب ہوا، لیکن ان تمام مواقع پر اس نے مقدمات کی سماعت کے وقت زبردست ڈیفنس پیش کیا، لیکن جب اسے سزا ملی تو اس نے سزا کا حکم بھی خندہ پیشانی کے ساتھ سُنا۔

شراب کی دکان پر نوکری

لاسین میں رہتے ہوئے اسے روزی کمانے کیلئے ایک ترکھان کے پاس بطور راج مزدور کے کام کرنا پڑا، اس کا کام عمارت کے بنتے وقت پتھر وغیرہ اُٹھا کر دینا تھا، اور اس کے عوض اسے ملتا کیا تھا، صرف تین وقت پیٹ بھر کر کھانا اور سونے کیلئے ایک چھوٹی سی جھونپڑی کا ایک کونہ، جب وہ اس طرح کام کرتا تھا، تو بھی خوش تھا، اور جب بڑا ہو کر میدان صحافت میں آیا، تب بھی وہ خندہ پیشانی سے کام کرتا تھا، یعنی زندگی کے جس بھی میدان میں وہ رہا، خوش و خرم اور مستقل مزاجی سے کام کرتا رہا۔

مسولینی کے بچپن میں ایک اور موقعہ ایسا بھی آیا، جب اُسے شراب کی ایک دکان پر نوکری کرنی پڑی، اس ملازمت میں اسے چند ایک گھنٹے فراغت ہوتی تھی، جس کا اس نے بہترین استعمال کیا، اس فراغت کے وقت میں اس نے پڑھنا شروع کیا اس کو زیادہ تر مختلف زبانیں لکھنے اور پڑھنے کا شغف تھا اس نے تھوڑا سا وقت مشرقی ممالک کے لوگوں کے مذاہب کا مطالعہ کرنے کے لئے بھی نکال لیا۔

بدھ ازم اور مسولینی

مسولینی کو بدھ مت سے خاص لگاؤ پیدا ہو گیا، اس نے اس مت کا گہرے طور پر مطالعہ کیا، یہی وجہ ہے کہ بڑا ہو کر جب اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں تو ان میں جا بجا بدھ مت کا حوالہ بھی دیا۔

جب مسولینی سوئٹزرلینڈ میں تھا تو اسے بہت ہی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، گو وہاں اس کی سوسائٹی بہت اچھی تھی، علم و ہنر سیکھنے کے مواقع بہت زیادہ اور آسان تھے، اور دیگر ہر قسم کی سہولتیں تھیں، لیکن مسولینی کو وہاں کی فضا راس نہ آئی

سوئٹزرلینڈ سے نکالے گئے

مسولینی اپنے آپ کو سوشلسٹ پارٹی کا آرگنائزر اور پراپیگنڈا کرنے والا سمجھتا تھا، اس لئے اس کے کئی مخالف پیدا ہو گئے، یہ مخالفت اسے بہت مہنگی پڑی۔

ایک قہوہ خانہ میں لڑائی ہو پڑی، جس میں مسولینی بھی شامل تھا، اس پر اسے ایک مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا، جہاں اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا، آخر کار مسولینی کو بیک بینی و دو گوش سوئٹزرلینڈ سے نکال دیا گیا۔

اس کے بعد مسولینی کا زیادہ وقت سیاحت میں گذرا یہ سیاحت سیر و تفریح کیلئے نہ تھی بلکہ تلاش معاش کیلئے اس نے آسٹریا میں بھی قسمت آزمائی کی، مگر بیسود، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہاں سے بھی اسے ملک بدر کر دیا گیا، اس کے بعد مسولینی نے مدرس، اخبار نویس یا سیاست دان بننے کی کوشش کی۔

پھر ملزم ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں مسولینی خورلی واپس آیا، یہاں ہی اس کے خاندان کے کچھ آدمی بستے تھے، یہاں اس کو سوشلسٹ ایسوسی ایشن کا سکرٹری اور ایک اخبار "لالوٹا ڈی کلاسا" کا ایڈیٹر بنا دیا گیا، مسولینی یہاں سوشلسٹ تحریک کا لیڈر تسلیم کیا جانے لگا، ۱۹۱۲ء کے وسط تک اس کی سرگرمیاں اس دائرے تک محدود رہیں، یہی وہ وقت تھا جب میلان میں سوشلسٹوں کا ایک اخبار اوانتی (Avanti) شائع ہوتا تھا "خورلی" کے چھوٹے سے اخبار میں جو مضامین مسولینی کے شائع ہوتے تھے ان سے اس کی شہرت دور و نزدیک پھیل گئی، آخر کار اس کی قسمت کا ستارہ چمکا اور میلان سے اسے Offer ملی، جسے اس نے منظور کر لیا، اور پھر مسولینی اخبار کا ایڈیٹر بنکر بڑے شہر میں پہنچ گیا۔

مسولینی کا زورِ قلم۔ یہ مسولینی کے زور قلم کا ہی نتیجہ تھا کہ جہاں اس کے عنان ادارت ہاتھ میں لینے کے وقت اوانتی کی اشاعت ... ہم تھی وہاں اس کے دفتر میں جانے کے چند ماہ بعد ہی اس اخبار کی اشاعت ایک لاکھ کو پہنچ گئی، ملک بھر میں مسولینی کی دھوم مچ گئی، اور اس قلم کا لوہا ہر جگہ مانا جانے لگا۔ ملک بھر کے مزدور اسے اپنا لیڈر تسلیم کرنے لگے، اور اوانتی کے صفحے کے صفحے سوشلسٹ سرگرمیوں سے پر دکھائی دینے لگے، اور اخبار مذکور کے ذریعہ سوشلسٹ کا پرچار کیا جانے لگا، مسولینی نے فری میسنری کے خلاف قلمی جہاد شروع کیا اور اس میں اسے کامیابی ہوئی جس سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا، اینکوٹا کی کانگرس نے اعلان کر دیا کہ آئندہ کوئی سوشلسٹ فری میسن نہ بنے، جب مسولینی کو اس مہم میں فتح حاصل ہوئی، تو اس نے سرمایہ پرستی اور برسر اقتدار جماعتوں کے خلاف جہاد شروع کیا، روکا گورجا میں گورنمنٹ کے خلاف ایک زبردست مظاہرہ کیا گیا، جس میں لوگ آخر کار تشدد پر اتر آئے، انہوں نے فوجی سپاہی کو پیٹ ڈالا، جس پر فوج کو گولی چلانی پڑی، جس کی وجہ سے بہت سے آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، حکام نے اس واقعہ کو قتل عام کا نام دیا، اور مسولینی اور اس کے رفقائے کار نے اس بات کا ثبوت بنا لیا، کہ ملک میں سوشل سدھار کی زبردست ضرورت ہے، مسولینی اور چند ایک دیگر آدمیوں کے خلاف میلان میں گورنمنٹ کے خلاف سرگرمیوں کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا، مسولینی نے اپنے مقدمہ کی خود پیروی کی۔ اور عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"آپ ہمیں چھوڑ دیں، اس لئے نہیں کہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ اسلئے کہ ہم نے جرم کیا ہے۔ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس جرم کا اعادہ پھر کریں گے"۔

اور جو شخص ۱۹۱۳ء میں بغاوت کے الزام میں عدالت کے اندر کٹہرہ ملزمان میں تھا، وہی شخص اب ۱۹۳۵ء میں اٹلی کی قسمت کا واحد مالک بنا ہوا ہے اور اس کے آگے کوئی شخص دم نہیں مار سکتا۔

کیا سچے موتی بن سکتے ہیں؟

اگر تولہ بھر سچے چھوٹے موتیوں کو چینی کی پیالی میں ڈالکر ایک تولہ عرق پیاز اور ایک تولہ عرق ادرک بھر دیا جائے تو ایک ہفتہ میں آٹا ہو کر گل جائیں گے، اس آٹے کے گول موتی جس قدو قامت کے چاہو بنا لو اور تانبہ کے باریک تار میں پرو کر سکھا لو، بعد میں رہو مچھلی کا پیٹ صاف کر کے یہ موتیوں کی مالا اس میں رکھکر سی دو۔ اور اس مچھلی کو دیگچی میں رکھکر کامل ہنہ خام کر کے پکا لو، بس موتی تیار ملیں گے، ضرورت ہے کہ لوگ آزمائیں میرا خیال ہے کہ جلا یعنی آب نہ آئیگی، اس کیلئے دوسرا طریقہ ہوگا۔

زکام۔ کھانسی و دمہ خشک و تر

۱۱۵

یہ موذی امراض جو برسوں انسان کو گھن کیطرح کھاتی رہتی ہیں اور اگرچہ دب جاویں مگر جڑ نہیں چھوڑتیں، ان کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے واسطے کوی ونو ویدبھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا نے بہت تجربوں کے بعد مندرجہ ذیل ادویات کو تیار کیا ہے جو ہزاروں کو صحت یاب کر چکی ہیں۔

گولی کھانسی } نئی کھانسی کے واسطے جبکہ وہ خشک ہو اور گلے میں خراش ہو۔ اکسیر ہے، قیمت ۶۰ گولی ایک روپیہ، نمونہ چار آنے (۴ر)

گولی کھانسی روشنی } نئی کھانسی کے واسطے جبکہ یہ تر ہو۔ قیمت ایک روپیہ، نمونہ چار آنے۔

اکسیر بدن } یہ معتدل دوائی ہے، بلغمی خشک یا دونو قسم کی کھانسی یا دمہ کو بیخ و بن سے اکھیڑتی ہے، آرام آہستہ آہستہ ہوتا ہے مگر مستقل اور طاقت جسم کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے، تپدق تک کی کھانسی کو بھی مفید ہے، ایک صحتیافتہ مریض نے لکھا کہ آپ گناہ کرتے ہیں جو زیادہ اشتہار اس دوائی کا نہیں دیتے، بچوں سے لیکر بوڑھے تک کو دیجاتی ہے، ہر موسم اور مزاج کے موافق آجاتی ہے، قیمت ۲ر، نصف شیشی ۱۲ر

کف کیتورس } نزلہ و زکام جو نیا ہو یا کھانسی بلغمی کے واسطے بینظیر دوا ہے قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر

صدفری } پرانی کھانسی ہر قسم کو مفید ہے، اگر کچھ ذرا سی حرارت بھی رہتی ہو وہ بھی دور ہوتی ہے، قیمت دو روپے۔

میتو } کھانسی نئی و پرانی کو مفید ہے، خاصکر جبکہ بھوک کم لگتی ہو، جسم کمزور رہتا ہو وہ موجود ہو۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸ر)

جیا گٹکا } یہ دوائی بلغمی دمہ یا پرانی کھانسی کیواسطے ہی خاصکر جبکہ قبض ساتھ ہو، ۴۰ سال کی عمر کے بعد تو اکسیر ہے، یہ گولیاں گولا، اجیرن، اروچی، سنگرہنی، درد مقعد، دمہ وغیرہ کو نافع ہیں، قیمت ۳۲ گولی دو روپے، ۱۶ گولی ایک روپیہ، نمونہ ۸ر

راحت } کھانسی دمہ بلغمی و تر دونوں کے واسطے یہ نئی دوائی تیار ہوئی ہے، اکثر سات دن کے اندر آرام آجاتا ہے، قیمت فی شیشی دو روپے، نمونہ ۸ر

مرسپ } دمہ خشک و تر نئے یا پرانے یا کھانسی کو مفید ہے، قیمت ۳۲ گولی دو روپے ۱۶ گولی ایک روپیہ۔

نوٹ:۔ امرت دھارا ہر مرض کو اکسیر ہے ان ادویات کے ساتھ بطور غذا جاری رکھی جائے تو ہاضمہ کو مدد دیتی ہے اور کھانسی وغیرہ سب کو مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ر نصف ۱ر، نمونہ ۸ر

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ امرت دھارا ۵۳ لاہور

المشتہر: منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں، میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا، اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے، مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائینگی، خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے، میں آپکا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچے میں تحریر فرماتے ہیں کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے، سوا سات سو صفحات ہیں، کپڑے کی سنہری جلد ہے ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے، مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئیے، گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کی اس الوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئیے، کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا، لیکن عربی سے ناواقف ہونیکی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے، میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیۃً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں، قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ہے کیونکہ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی اور بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ اِنشَاءَاللہ کو لیجئے، اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے، بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تا کہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے، مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا میں سب کی خدمت میں ادب سے یہ مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے، یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ، گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو، تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے خدا کرے ایسی عالم فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تا کہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی، جو لوگ پہلے اذان سنکر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے، تا کہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں، اور اس کی زد سے بچ جائیں، یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان سن سکینگے، مجھے یاد ہے کہ ایام کمسنی میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی، جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس پر برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر اسقدر سمجھ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا، جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا، تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا، ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - اب شیخصاحب کی مہربانی، کاوش دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے، اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی، ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے، یہ سب جہالت کے رنگ ہیں، میں بارگاہ پاک پروردگار میں شیخصاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور ست سری اکال - عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کیجائے مگر بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے اتفاقیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسنہ ہو آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ جلد اول کیلئے ملا ہمری میری دیرینہ خواہش برآئی، پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپکے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہہ دیں۔“

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تو گلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ ”سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہی، بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو عرصہ سے محسوس ہوتا ضرور تھی، کیونکہ مادری زبان، اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے، وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے، کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب، تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں، آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنی کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی قصہ کوتاہ! مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی، قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔“

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خان پور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ ”میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا، چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد مسلمانوں کے احسان سکھوں پر روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں ہیں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (Ocean of History) بین حقیقت ہی قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں، سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں، اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں، واہگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں، آمین۔“

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گجر ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ ”میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا، اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے، ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپکو بہترین صلہ دے، میں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے، لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔“

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ ”میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا مگر بدقسمتی بھاشا میں ہونیکی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا، اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے، جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبپاشی سے سرسبز ہو جاتا ہے، بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے، زبان نہایت شستہ ہے، ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے، یقیناً آپکا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔“

سردار گورو انسنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور (ریاست جیند) لکھتے ہیں کہ ”شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔“

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی راجہ جنگ

ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ ”میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے، آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلقت خدا پر بڑا احسان کیا ہے، آپکو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو نہایت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا؟“ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے، خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ”قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے، اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔“

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس!

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہی کہ ”شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے ساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے مختلف مقامات سے اسکا مطالعہ کیا گیا، ترجمہ واقعی عام فہم اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہی“ نوٹ: ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے ہی یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸، کاغذ عمدہ، چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچروپیہ تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے، محصولڈاک ۱۲ر۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں [illegible]

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور - نور بلڈنگ - قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں، کیونکہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے، محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ

" میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہوگیا، آپ جس دیانت داری سے ادویات تیار کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے، آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

دُنیا میں تو موتی سُرمہ کی ہی دُھوم مچ رہی ہے!

آج دُنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، گکرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سُرمہ مُفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ " آپکا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہوگئے ہیں اب وہ غربا میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدبدن خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے "

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دُنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی و پُرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بے چینی، سستی، اُداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ، بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنـ۲۰ـر) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا!

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں، کہ " اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جسکی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہوچکی تھی، اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے " اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے، سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اُترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد، عرق النسا کی درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ! تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے (عـ۲ـہ) محصول ڈاک علاوہ

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایر ایر آنرڈ (؟) ٹیری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ " میں نے " تریاق اعظم " نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی، اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر ایسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر او زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت صرف تین روپے، محصول ڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے اُنہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بیچینی، گھبراہٹ، سستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو اس کے لئے یہ جادو اثر دوا النعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال ریاح، کھانسی، دمہ، کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت پہنچانی کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ اکسٹھ گولی کی قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی، قیمت یکصد گولی دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہُوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی، تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بتیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خان صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہُوا، کہ بتیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا، پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے، خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے، ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربے کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے جو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کرا دیتی ہے قیمت تین روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بیچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے لگجاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جسطرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں، قیمت فی شیشی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کی مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۱ر صہ کے صرف ۸؍

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۱ر صہ کے صرف عاصہ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے مؤید تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔

قیمت صرف ۵ر محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا اور دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے

اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بےنظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آجتک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھکڑ چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آجتک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶ر، جو تقریباً اصل لاگت ہے، ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اسلئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم — قیمت صرف ایک آنہ۔

گورو کی بانی (گورمکھی میں) — قیمت ایک آنہ۔

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت ۱ر صہ ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور پنجاب